نکاح اور حق مہر سے متعلق اسلامی قوانین اور پاکستانی عدالتی تشریحات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Islamic Law and Pakistani Judicial Interpretations Related to Marriage and Haq Mahr

Nazia Mumtaz[1]

Dr. Sajid Iqbal[2]

In civil society, law is essential to protect the collective life of a human being, and the most important law in various combinations of laws is family law, because it refines the in-house matters. Because Islam wants to build a successful society and society is a group of people. That is why it is impossible to have a successful society unless the people are reformed. And if people do not have the comfort of family, then the road to development becomes deserted. In addition, domestic life is at greater risk of persecution. On the one hand, the physical weakness of the gender group and on the other hand, the possibility of male-dominated violence is likely to dominate the weak due to the conflicts. Therefore, some rules are needed to limit the constraints of family life and the Shariah has fully complied with this requirement. So the law of marriage is the most important in civilization. In this article, an analysis of Pakistani judicial interpretations concerning the Marriage and Haq Mahr is conducted in perspective of Islamic Laws.

Keywords: *Marriage, Haq Mahr, society, shariah, judicial interpretation, Islamic Law*

انسانی دنیا بہت سے افراد کا مجموعہ ہے یہاں ہر فرد متحرک ہے ایسی حالت میں ضروری تھا کہ ہر ایک کی حد مقرر کر دی جائے مختلف افراد کے درمیان وہ توازن قائم کر دیا جائے جو اس بات کی ضمانت ہو کہ فرد دوسروں کے لیے مسئلہ بنے بغیر اپنی ذات کی تکمیل کرے گا۔ وہ دوسروں سے غیر ضروری ٹکراؤ کے بغیر اپنا سفر جاری رکھے گا۔ سماجی نظام کی تمام تر بنیاد یہی پرسنل لاء اور فیملی لاء ہوتے ہیں۔ فرد کی تعلیم و تربیت داشت و پرداخت، افرادِ خاندان کے تعلق کی نوعیت، گھر کا اندرونی نظم وضبط، خاندان کی تشکیل و تربیت یعنی ایک چھوٹی سی دنیا کی داغ بیل انہی قوانین سے پڑتی ہے۔ جو آگے چل کر ایک محلہ، ایک شہر، ایک قوم اور ایک ملک بن جاتی ہے۔ نکاح انسان کی فطری ضرورت کو جائز طریقے سے پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی کے ذریعے انسانی اخلاق اور تہذیب کی حفاظت اور تعمیر ممکن ہے۔ اس لیے قرآن کریم میں نکاح کو "احصان" بھی کہا گیا ہے جس کے معنی قلعہ تعمیر کرنا ہے۔ گویا نکاح وہ مضبوط حصار ہے جو مرد اور عورت کے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاء ذَلِكُمْ أَن تَبْتَغُواْ بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ" [3]

"اور ان کے سوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے سے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ

---

[1] - PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, University of Sargodha

[2] - Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, University of Sargodha

3- النساء:4:24

Al-Nisā, 4:24

حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو، نہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو۔"

عورت اور مرد کے ایک دوسرے سے فطری طور پر متمتع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اولاً اسے اخلاق کے دائرے میں لایا جائے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب قلعہ بندی کرکے کوئی حصار قائم کیا جائے۔ اس حصار کو احصان کہتے ہیں۔ احصان کے بغیر عورت اور مرد کا آزادانہ تعلق غیر فطری ہے۔ یہ انسانی اخلاق ہی کے لئے نہیں تہذیب انسانی کے لیے بھی باعث فساد ہے۔ اور اگر کسی معاشرے میں یہ چلن عام ہو جائے تو اس معاشرے کی بقاء زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکتی اور نہ ایسے معاشرے میں انسانی زندگی متوازن رہ سکتی ہے اور انسانی زندگی توازن سے دور ہو جائے تو کوئی تہذیب زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس دعوے کے حق میں بہت زیادہ دلائل درکار نہیں ہیں عقل اسی کا تقاضا کرتی ہے اور تاریخ کا سبق بھی یہی ہے۔ ذیل میں ہم نکاح شرعی کے معنی و مفہوم کو بیان کرتے ہوئے اس کے ارکان، شرائط اور مقاصد کا تفصیلی ذکر کریں گے۔

نکاح کا معنی و مفہوم

لغت کی رو سے نکاح نکح سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں ضم ہو جانا (مل جانا) یعنی کسی چیز کا دوسری چیز میں اس طرح مل جانا یا جذب ہو جانا کہ دونوں یک جان ہو کر ایک چیز بن جائیں۔ جیسا کہ عرب کے رہنے والے کہتے ہیں: نکح مطرالارض۔ یعنی بارش کا پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ اسی طرح جب درختوں کی شاخیں ایک دوسری سے باہم مل کر جھنڈ کی شکل اختیار کرلیں تو کہا جاتا ہے: تناکحت الاشجار۔ یعنی درختوں کا ہجوم ہو گیا یا درخت گڈ مڈ ہو گئے۔ اور اس کا اطلاق بطور مجاز کے عقد پر ہوتا ہے کیونکہ یہ مباشرت کا سبب ہے۔[4]

القاموس الفقہی میں نکاح کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ لغت کی رو سے نکاح سے مراد اشیا کو جمع کرنا ہے۔ ایک چیز کے دوسری چیز میں پیوست ہو جانے پر نکاح کا لفظ بولا جاتا ہے۔[5]

'نکاح' کے شرعی مفہوم کے حوالے سے متعدد انداز سامنے آتے ہیں۔ ایک انداز تو متقدر علما کی تعریفات ہیں اور ساتھ میں مختلف مکاتب فقہ کی روشنی میں نکاح کا قدر منفرد مفہوم سامنے آتا ہے۔

1۔ الدر المختار میں نکاح کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

ھوعقد ملکا لمتعة ای حل استمتاع الرجل من المرا ة۔[6]

(نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے جو فائدہ اٹھانے کی ملکیت پر کیا جاتا ہے یعنی مرد کیلئے عورت سے فائدہ اٹھانا حلال ہو جاتا ہے۔)

اس تعریف کے حوالے سے نکاح ایک معاہدے کا نام ہے، جس سے فوائد کی ملکیت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ نکاح ایک لحاظ سے تو بیع ہے کہ اس کی بنا پر ملک کا حصول ہوتا ہے مگر مرد یا عورت میں سے کوئی ایک دوسرے کے مالک نہیں بن جاتے بلکہ باہمی استمتاع کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

4- الجزیری، عبد الرحمن بن محمد عوض، الفقہ علی المذاھب الأربعة دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، 98/4

Al-Jazīrī, Abd-ur-Rahman bin Muhammad, *Al-Fiqh Alā Al-Mazāhib Al-Arb'ah*, Beirut, Dār Al-Kutub Al-Ilmiyah

5- سعدي أبو حبيب، الدکتور القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، دار الفکر. دمشق، 1988م، 360/1

Sādī, Abū Habib, Dr., Al-Qāmūs Al-Fiqhī, Damascus, Dār Al-Fikr, 1988, 360/1

6- ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر بیروت 1992ء، 103/3

Ibn-e-Ābidīn, Muhammad Amin bin Umar, *Radd-ul-Muhtār Alā Al-Durr Al-Mukhtār*, Beirut, Dār Al-Fikr, 103/3

2۔ ابن الھمام نے نکاح کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

وَهُوَ عَقْدٌ وُضِعَ لِتَمَلُّكِ الْمُتْعَةِ بِالْأُنْثَى قَصْدًا۔ [7]

یہ ایسا عقد ہے جس کو خاص طور پر عورت سے ملک منفعت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

صاحب الدر المختار کے مقابلے میں ابن الہمام نکاح کے تعریف میں زیادہ واضح الفاظ استعمال کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح ایک عقد ہے جس کی بنا پر مرد عورت سے کچھ منفعت کا ملک حاصل کرتا ہے۔

3۔ کنز الدقائق میں نکاح کی تعریف یوں لکھی ہوئی ہے:

هو عقد يرد على ملك المتعة قصدا۔[8]

نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے جو عورت سے فائدہ حاصل کرنے کی ملکیت پر قصداً کیا جاتا ہے۔

4۔ علامہ عبد الرحمٰن الجزیری نے نکاح کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

ان عقد النكاح وضعه الشارع ليرتب عليه انتفاع الزوج ببضعة الزوجة من سائر بدنها من حيث التلذذ۔[9]

"شارع نے عقدِ نکاح اس لیے رکھا ہے کہ اس سے میاں اپنی بیوی کے تمام جسم سے محظوظ ہو سکے۔"

مذکورہ بالا تعریف سے نکاح کی مشروعیت کی وجہ کا ادراک بھی ہوتا ہے کہ شریعت میں نکاح کے مشروع ہونے کی وجہ ہی خاوند کی بیوی کے جسم سے محظوظ ہونا ہے اور ان کے نزدیک یہی معاہدہ بعینہ نکاح ہے۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کی بیان کردہ نکاح کی تعریف مذکورہ تمام تعریفوں کی بنسبت زیادہ تفصیل کی حامل ہے جو کہ یوں ہے:

"نکاح ایک ایسا شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز، اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے درمیان دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔" [10]

5۔ کتاب الفقہ میں بھی حنفی، مالکی اور شافعی فقہاء سے نکاح کی جو تعریفیں منقول ہیں، ان کو بیان کیا گیا ہے:

"الحنفية - النكاح بأنه عقد يفيد ملك المتعة قصدا۔" [11]

7- ابن الھمام، محمد بن عبد الواحد السیواسی، فتح القدیر، دار الفکر بیروت، طبع اولی 2003ء، 3/186
Ibn Al-Humām, Muhammad bin Abdul Wahid, *Fath-ul-Qadīr,* Beirut, Dār Al-Fikr, 1st ed. 2003, 186/3

8- النسفی، عبد اللہ بن احمد، اَبو البرکات، کنز الدقائق، دار البشائر الاسلامیہ، 2011ء، 1/251
Al-Nasfī, Abdullah bin Ahmad, *Kanz-ud-Daqā'iq*, Dār Al-Bashā'ir Al-Islāmiyah, 2011, 251/1

9- الجزیری، الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، 4/117
Al-Jazīrī, Abd-ur-Rahman bin Muhammad Auz, *Al-Fiqh Alā Al-Mazāhib Al-Arb'ah*, 117/4

10- تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ط 2005، 1/32
Tanzil-ur-Rahman, Dr. *Majmū'ah Qawanīn Islām*, Islamabad, Islamic Research Institute, 2005, 32/1

11- الجزیری، الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، 4/110
Al-Jazīrī, *Al-Fiqh Alā Al-Mazāhib Al-Arb'ah*, 110/4

حنفیہ کے نزدیک: "نکاح ایک اراد تاً کیا جانے والا معاملہ ہے کہ ایک شخص ملکِ متعہ کا مالک ہو جائے۔"

"الشافعية -النكاح بأنه عقد يتضمن ملك وطء بلفظ إنكاح أو تزويج أو معناهما والمراد أنه يترتب عليه ملك الانتفاع باللذة المعروفة۔" [12]

شافعیہ کے نزدیک:

"نکاح ایک ایسا معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کے ہم معنی لفظ استعمال کیا جاتا ہے تا کہ اس سے مباشرت کی ملکیت حاصل ہو اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذتِ معلومہ سے تمتع کا مالک ہو جائے۔"

"المالكية-النكاح بأنه عقدعلى مجردمتعة التلذذ بآدمية غير موجب قيمتها ببينة قبله غير عالم۔"[13]

مالکیہ کے نزدیک: "نکاح محض جنسی لذت کے لیے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔"

مولانا مجاہد الاسلام رقمطراز ہیں:

"نکاح مرد وعورت کے درمیان شرعی اصولوں پر کیا گیا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے اور باہم حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔"[14]

6۔ابوزھرہ زواج کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

"یہ ایسا عقد ہے جو کہ عورت اور مرد کے درمیان صحبت کو حلال کرتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا فائدہ دیتا ہے اور دونوں کے درمیان جو حقوق ہیں اور جو ان کے ذمے واجبات ہیں ان کی حد بندی کرتا ہے۔"[15]

ان تمام تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ایک ایسا شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد عورت سے فائدہ اٹھانے کی ملکیت کا مالک بن جاتا ہے۔ مرد وعورت کا اکٹھے رہنا، جنسی تعلق قائم کرنا جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے۔ زوجین پر باہمی عائد حقوق و فرائض کا تعین ہو جاتا ہے۔

نکاح پاکستانی قانون میں:

1-نکاح، اسلامی معاشرتی نظام کا ایک اہم رکن ہے جو زوجین کو حلال طریقے سے ازدواجی رشتے میں باہم منسلک کرتا ہے۔

12۔ الجزيري، عبد الرحمن بن محمد عوض، الفقه على المذاهب الأربعة، 110/4

Al-Jazīrī, *Al-Fiqh Alā Al-Mazāhib Al-Arb'ah*, 110/4

13-ایضاً، 17/4

Ibid, 17/4

14-مجاھد الاسلام قاسمی، مولانا، اسلام کے عائلی قوانین، دار الاشاعت لاہور، 2005ء، ص۔152۔

Mujahid-ul-Islam Qasmi, *Islām k Āilī Qawānīn*, Lahore, Dār-ul-Ashā'at, 2005, p.152

15-أبوزهرة، محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد، الأحوال الشخصيه، دار الفكر العربي-القاهرة، ص19

Abu Zuhrā, Muhammad bin Ahmad, *Al-Ahwāl Al-Shakhsiyah*, Cairo, Dār-ul-Fikr Al-Arbī, p.19

2-"مردوزن کے مابین مخصوص شرعی شرائط کے تابع وجود میں آنے والے ایک ایسے معاہدے کا نام ہے جس کے تحت فریقین کے مابین صنفی تعلقات روا، پیدا ہونے والی اولاد کا نسب درست اور باہم حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔"[16]

- نکاح کے لیے لازم ہے کہ طرفین یعنی مرد اور عورت اس پر راضی ہوں۔
- نکاح کے لیے حق مہر بھی لازمی ہے۔ شریعت نے اگرچہ اس کی کوئی مخصوص مقدار مقرر نہیں کی تاہم اس حوالے سے حکم دیا گیا ہے کہ یہ مرد کی آمدنی کے متناسب مقرر کیا جائے نہ بہت قلیل ہو اور نہ ہی حد سے متجاوز ہو۔
- نکاح کے لیے دو عاقل و بالغ مرد گواہوں کا ہونا لازمی ہے (عموماً دو مرد کی طرف سے ہوتے ہیں اور دو عورت کی جانب سے)۔
- نکاح کا علی الاعلان ہونا لازمی ہے۔ اسلام میں خفیہ نکاح کا کوئی تصور نہیں۔[17]

عدالتی تشریح

"نکاح نامہ بذاتِ خود ایک بہت ہی بنیادی معاہدہ ہے اور آپ اس میں اضافے کر سکتے ہیں، مگر میرے خیال میں کچھ شقوں، مثلاً خصوصی شرائط اور حقِ طلاق سے متعلق زیادہ آگاہی ہونی چاہیے۔ ہمارے تمام حقوق اور ذمہ داریاں نکاح نامے میں نہ لکھی جا سکتی ہیں اور نہ لکھی جانی چاہئیں۔ ہمیں ضرورت مضبوط قوانین کی ہے تاکہ ایسی صورتحال میں خواتین کو بہتر تحفظ حاصل ہو۔ نان نفقے اور جائیداد کے متعلق ہمارے اپنے قوانین یہ تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اور یہ مسائل اور تفریق سے بھرپور ہیں، اس لیے انہیں نکاح نامے میں شامل کرنے سے فائدہ نہیں ہوگا کیوں کہ انہیں عدالت میں ثابت کرنا ایک مکمل طور پر الگ کہانی ہے۔"[18]

اس ضمن میں ایک محقق رقمطراز ہیں:

"آپ خصوصی شرائط لکھیں اور انہیں پورا نہ کیا جائے، تو یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہے اور آپ کو عدالتوں سے کم از کم کچھ ریلیف مل سکتا ہے۔"[19]

جب تک ہمارے ملک میں خواتین کے حقوق سے متعلق قانون سازی نہیں ہوتی تب تک ہمیں اپنے موجودہ قانونی حقوق سے مزید آگاہی کی ضرورت ہے۔

16-مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء دفعہ 7 ذیلی دفعہ 4 Muslim Āilī Qawānīn Ordinance, Clause.7, Sub Clause.4

17-مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء دفعہ 7 ذیلی دفعہ 4 Muslim Āilī Qawānīn Ordinance, Clause.7, Sub Clause.4

18-تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، 214/1

Tanzīl-ur-Rahman, Dr., Majmuah Qawānīn Islām, 214/1

19 -شہزاد اقبال شام، دساتیر پاکستان کی اسلامی اصطلاحات ایک تجزیاتی مطالعہ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، ص:۵۸۔

Sham, Shahzad Iqbal, *Dasātīr-e-Pakistan ki Islāmī Istalāhāt ka Tajziātī Mutāliah*, Islamabad, Shariah Academy, p,54

نکاح اسلامی قانون کی روشنی میں

نکاح کے بارے میں قرآن مجید کی بے شمار آیات موجود ہیں جن میں نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے والے سے فضل اور غنا کا وعدہ فرمایا ہے۔ سورۃ النور میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا:

1۔وَ أَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔[20]

(اور نکاح کر دیا کرو بیواؤں کا اپنے میں سے اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو ذی صلاحیت ہوں اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔)

اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ جو بالغ مرد و عورت نکاح کے قابل ہوں، تمام متعلقین کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ان کا نکاح ہو جائے، اور یہ اندیشہ نہ کرنا چاہئے کہ اگرچہ اس وقت تو وسعت موجود ہے، لیکن نکاح کے نتیجے میں بیوی بچوں کا خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے کہیں مفلسی نہ ہو جائے، بلکہ جب اس وقت نکاح کی وسعت موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر نکاح کر لینا چاہئے۔ پاک دامنی کی نیت سے نکاح کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ آئندہ اخراجات کا بھی مناسب انتظام فرما دے گا۔

2۔ "فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا۔" [21]

"جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔ پس اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم (ان میں) عدل نہ کر سکو گے تو (صرف) ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ کنیزوں سے۔"

درج بالا آیت کریمہ میں فانکحوا امر کا صیغہ ہے جس میں مومنوں کو نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اگر ظلم و ناانصافی کا اندیشہ نہ ہو تو چار تک شادیاں کرنا جائز ہے۔ انسان کو نکاح کے ذریعے صرف جنسی تسکین ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ قلبی سکون ذہنی اطمینان، بلکہ ہر طرح کا سکون میسر آتا ہے، ارشاد ربانی ہے:

3۔ "وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔" [22]

"اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس آرام کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا فرما دی۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔"

20- النور:24:32 — An-Nūr, 24:32

21 ۔النساء:4:3 — An-Nisā, 4:3

22 ۔الروم:30:21۔ — Al-Rūm, 30:21

اس آیت کریمہ سے نکاح کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ عورت، مرد کے لیے ایک انمول تحفہ ہے اور مرد کے لئے باعثِ سکون واطمینان ہے لہٰذا جو مرد عورت کی قدر کرتا ہے وہ کامیاب اور پر سکون زندگی گزارتا ہے۔ اگر انسان نکاح سے منہ موڑنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ وہ انسان کی فطری ضرورت ہے، توانسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے اور تقریباً انبیاء اور رسولوں نے شادیاں کی ہیں اور بال بچوں والی زندگی گذاری ہے، ارشاد باری ہے:

4۔وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً۔[23]

"اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے تھے اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولاد بھی بنائی، نکاح عفت و عصمت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور نکاح کا بنیادی مقصد عفت وعصمت کی حفاظت ہے۔"

5۔فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔[24]

"تم ان (باندیوں) سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور دستور کے مطابق ان کے مہر ادا کرو' دراں حالیکہ وہ (باندیاں) قلعہ نکاح کی حفاظت میں آنے والی ہوں' بدکار نہ ہوں' نہ غیروں سے آشنائی کرنے والی ہوں۔"

سیدنا ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

1۔ "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔" [25]

"اے جوانو! تم میں سے جس میں نکاح کی استطاعت ہو تو وہ شادی کرلے کیونکہ اس سے نگاہ جھکی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جس میں نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزوں کا اہتمام کرے کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کر دیتا ہے۔"

اس حدیث میں جہاں نوجوانوں کو شادی کا حکم دیا گیا ہے وہاں شادی کے فائدے بھی بیان کر دیے گئے ہیں کہ شادی سے عفت و عصمت پیدا ہو گیا اور حرام کاری سے آدمی بچ جائے گا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

2۔ "النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ الْأُمَمَ۔" [26]

"نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نکاح کیا کرو، اس لئے کہ تمہاری کثرت پر میں امتوں کے سامنے فخر کروں گا۔"

23-الرعد:38:13 — Al-Rād, 13:38

24-النساء:25:4 — An-Nisā, 4:25

25-بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء، حدیث نمبر5066

Bukhari, Muhammad bin Ismā'īl, *Al-Jāme Al-Sahīh*, Al-Riyadh, Dār-us-Salām Lin-Nashr Wa Al-Touzī, 1999, H:5066

26۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء، حدیث نمبر1846۔

Ibn-e-Mājah, Muhammad bin Yazīd, *Al-Sunan*, Al-Riyadh, Dār-us-Salām Lin-Nashr Wa Al-Touzī, H:1846

سیدنا ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

3۔ لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ۔[27]

"دو محبت کرنے والوں (میں محبت بڑھانے) کے لئے نکاح جیسی کوئی چیز نہ دیکھی گئی۔"

مطلب یہ ہے کہ نکاح کے ذریعہ جس طرح خاوند اور بیوی کے درمیان بغیر کسی قراب کے بے پناہ محبت والفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح کا کوئی تعلق ایسا نہیں ہے جو دو شخصوں کے درمیان جو ایک دوسرے کے لئے بالکل اجنبی ہوں اس درجہ کی محبت والفت پیدا کر دے۔

آنحضرت ﷺ نے نکاح کو آدھا ایمان بھی قرار دیا ہے:

4۔ "اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ فِيْ النِّصْفِ الْبَاقِيْ۔"[28]

"جب کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کر لیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے۔"

اسی طرح ایک بار جب بعض صحابہ کرام نے عبادت وریاضت میں یکسوئی ودلچسپی کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ سے اپنی قوت شہوت کو ختم کر دینے کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

5۔ "وَاللهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔"[29]

"بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں (لیکن میرا حال یہ ہے کہ) میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں، راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

چنانچہ سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

6۔ "تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِلدِّينِ، وَالْجَمَالِ، وَالْمَالِ، وَالْحَسَبِ، فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔"[30]

"عورتوں سے نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ دین، خوبصورتی، مال اور حسب نسب۔ پس اپنے لیے دیندار عورت کو ترجیح دو۔ اور تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

27- بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 5063 Bukhari, Al-Jāme Al-Sahih, H:5063

28- التبریزی، محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری، مشکوۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، ط: ثالثہ، 1985ء، کتاب النکاح، فصل سوم، حدیث نمبر 3096
Al-Tabrīzī, Muhammad bin Abdullah, Mishkāt Al-Masābīh, Beirut, Al-Maktab Al-Islāmī, 1985, Book: Al-Nikāh, H:3096

29- ایضاً۔ Ibid

30- دارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، سنن الدارمی، دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکہ العربیہ السعودیہ 2000ء، حدیث نمبر 2216
Dārmī, Abdullah bin Abd-ur-Rahman, Sunan Dārmī, KSA, Dār Al-Mughnī, 2000, H:2216

آنحضرت ﷺ نے نکاح کو آدھا ایمان بھی قرار دیا ہے:

7۔ مَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ امْرَأَةً صَالِحَةً، فَقَدْ أَعَانَهُ اللَّهُ عَلَى شَطْرِ دِينِهِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي الشَّطْرِ الثَّانِي۔[31]

"جسے اللہ نے نیک عورت دی تو اسکی مدد اللہ اسکے آدھا ایمان مکمل کرنے میں کر دیتا ہے۔ اور باقی آدھے دین میں وہ اللہ سے ڈرتا رہے۔"

نکاح کے ذریعے ایک طرف جہاں نسل کی حفاظت ہوتی ہے وہاں انسان اپنی فطری ضرورت فطری طریقے سے پورا کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ اپنی معاشرتی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرتے ہیں۔ مرد پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، کچھ حقوق اس کے لیے ثابت ہوتے ہیں، عورت مرد کی قلعہ بندی (احصان) میں آکر اس کے گھر کی محافظ و نگہبان بن جاتی ہے۔ مرد کمانے کے لیے تگ و دو کرتا ہے اور عورت بعض میدانوں میں اس کی معاونت کرتی ہے۔ اس طرح دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرکے یہ سب کچھ آئندہ نسل کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔

الغرض، قرآن وسنت میں پرزور الفاظ کے ساتھ نکاح کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی سنت قرار دیا ہے اور ساری زندگی اس پر مداومت اختیار کی ہے۔ لہٰذا اگر نکاح کرنا غیر مطلوب ہوتا تو آپ ﷺ اس پر کاربند نہ رہتے اور نہ ہی ان بعض اصحاب کی سرزنش اور تردید فرماتے جنہوں نے نکاح نہ کرنے اور دن کو روزے رکھنے اور رات کو قیام کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ نکاح اپنے مقاصد واہداف کی وجہ سے نوافل پڑھنے سے افضل ہے، کیوں کہ صرف نکاح کے ذریعے ہی انسان کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو برائی سے محفوظ رکھے اور اہل وعیال اور اولاد کے حقوق کا خیال رکھ کر ان کی اچھی تربیت کرکے صالح معاشرے کے قیام میں اپنا حصہ ڈالے۔

حق مہر

تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے لئے مہر ایک حق واجب ہے شوہر کے ذمہ ہے کہ وہ بیوی کو حق مہر دے لیکن کیا نکاح حق مہر کے بغیر صحیح ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک بغیر مہر کے یا مہر نہ دینے کی شرط پر یا مہر ایسی چیز مقرر کی گئی ہو جو مہر نہ بن سکتی ان تمام صورتوں میں نکاح صحیح ہے کیونکہ مہر نکاح میں نہ رکن ہے اور نہ شرط۔[32]

مالکیہ کا نظریہ:

مالکیہ جمہور کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ حق مہر خاوند پر لازم ہے۔ اور یہ بیوی کے حقوق میں سے ہے۔ دخول سے پہلے حق مہر ادا نہ کرنے سے نکاح فسخ ہو جائے گا۔[33]

31-الطبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب، المعجم الأوسط، دار الحرمین، القاھرۃ، 1/294 حدیث نمبر 972
Al-Tabrānī, Suleman bin Ahmad, Al-Mujam Al-Ausat, Cairo, Dār-ul-Harmain, 294/1, H:972

32 -الشربيني: مغني المحتاج۔3/292.
Al-Sharbīnī, Mughnī Al-Mohtāj, 292/3

33 -النفراوي: الفواكه الدواني: 2/22.
Al-Nafrawi, Al-Fawākih Al-Dawānī, 22/2

مہر کا جواز:

بیوی کو مہر دینا قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے؛

قرآن مجید سے دلائل:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

1۔ "وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا۔" [34]

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو، تو پھر اگر وہ خوشی سے اس مہر میں سے تم کو کچھ دیں تو اس کو مزے مزے سے کھاؤ۔"

مزید ارشاد فرمایا:

2۔ "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔" [35]

"پھر جن عورتوں سے نکاح کر کے تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی ہے (یہ اللہ کا کیا ہوا) فرض ہے اور مہر مقرر کرنے کے بعد جس (کمی بیشی) پر تم باہم راضی ہو گئے اس میں کوئی حرج نہیں بے شک اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔"

ایک اور مقام پہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

3. فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔[36]

"تم ان (باندیوں) سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور دستور کے مطابق ان کے مہر ادا کرو۔"

ان سب آیات میں بیویوں کو حق مہر دینے کا حکم دیا گیا ہے ان سے معلوم ہوا حق مہر دینا واجب ہے۔

حق مہر کی مشروعیت سنت سے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

1۔ انه اعتق صفية وجعل عتقها صداقها۔[37]

"آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو آزاد کیا اور آزادی کو ہی مہر بنایا۔"

حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے:

2۔ رسول اللهﷺ جاته امرأة فقالت إني وهبت نفسي لک فقامت طويلا فقال رجل يا رسول الله فزوجنيها إن لم تكن لک بها حاجة فقال هل عندک من شي تصدقها فقال ما عندي إلا إزاري هذا

---

34 - النسا:4:4 — An-Nisā, 4:4

35 - النسا:4:24 — Ibid, 4:24

36 - النسا:4:25 — Ibid, 4:25

37 - بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر :5086. — Bukhari, Al-Jāme Al-Sahīh, H: 5086

فقال رسول الله(ﷺ) إزارک إن أعطيتها جلست ولا إزارلک فالتمس شيا قال ما أجد قال فالتمس ولو خاتما من حديد قال فالتمس فلم يجد شيا فقال رسول الله(ﷺ) هل معک من القرآن شي قال نعم سورة كذا وسورة كذا لسور سماها فقال رسول الله(ﷺ) زوجتكها بما معک من القرآن[38]

"ایک عورت نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں نے خود کو آپ (ﷺ) کے حوالے کر دیا پھر کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے آپ نے فرمایا تمہارے پاس مہر کے لئے کچھ ہے؟ اس نے عرض کیا میرے پاس صرف یہی تہبند ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنا تہبند اسے دوگے تو خود خالی بیٹھے رہوگے پس تم کوئی اور چیز تلاش کرو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں آپ نے فرمایا کہ تلاش کرو اگرچہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو راوی کہتے ہیں کہ اس نے تلاش کیا لیکن کچھ نہ پاکر وہ دوبارہ رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم نے قرآن میں سے کچھ حفظ کیا ہے اس نے عرض کیا جی ہاں فلاں، فلاں، سورتیں یاد ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ان سورتوں کے عوض جو تجھے یاد ہیں اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔"

ان احادیث سے بھی مہر کی مشروعیت واضح ہو رہی ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ مہر کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے تھوڑی سی چیز بھی مہر بن سکتی ہے۔

مہر کی مشروعیت اسلامی قانون کی روشنی میں:

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ سب مسلمانوں نے نکاح میں حق مہر کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔[39]

حق مہر کی مقدار:

شرعاً حق مہر کی کوئی مقدار متعین نہیں جتنی دینا چاہے دے سکتا ہے تھوڑی یا زیادہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ہے۔

وَ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا۔[40]

اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مہر دے سکتے ہیں۔ شریعت میں کم مہر دینے کی مثال بھی موجود ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

امراة من بني فزاره تزوجت علي نعلين فقال رسول الله ﷺ: ارضيت من نفسك وما لك بنعلين؟ قالت : نعم ، فاجازه۔[41]

---

38 - القشیری، ابو الحسن مسلم بن الحجاج ،الجامع الصحیح المسلم، حدیث نمبر 1425
Muslim bin Hujjāj, *Al-Jāme Al-Sahīh,* Al-Riyadh, Dār-us-Salām Lin-Nashr Wa Al-Touzī, H:1425

39-ابن قدامہ: المغني 8/224 Ibn-e-Qudāmah, Al-Mughnī, 224/8

40-النسا:4:20 Al-Nisā, 4:20

41- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن بن موسیٰ بن الضحاک، سنن ترمذی، ، حدیث نمبر 1113
Tirmidī, Al-Sahīh, Al-Riyadh, Dār-us-Salām Lin-Nashr Wa Al-Touzī, 1999

"بني فزارہ کي ايک عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ میرا نکاح دو جوتوں کے بدلے میں کر دیا گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ان دو جوتوں پر راضی ہے اور یہ تیرا مال ہیں۔ اس نے عرض کی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے نکاح کي اجازت دے دی۔"

امراء بنی فزارہ کا نکاح صرف دو جوتوں پر کیا گیا لیکن عورت کی راضی ہونے کی وجہ سے آپؐ نے نکاح کی اجازت دے دی۔ شرعی مہر کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ مہر زیادہ زیادہ مقرر نہ کی جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے۔

"اناعظمالنکاحبرکۃایسرھمؤونہ۔"[42]

"برکت کے لحاظ سے وہ نکاح عظیم ہے جس میں خرچہ کم ہو۔"

امراء بنی فزارہ کا نکاح صرف دو جوتوں پر کیا گیا لیکن عورت کی راضی ہونے کی وجہ سے آپؐ نے نکاح کی اجازت دے دی۔

خلاصہ بحث:

نکاح کا مقصد مرد اور عورت دونوں کی فلاح و بہبود ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ گھر میں محبت اور سکون ہو تا کہ قانون کا سہارا لئے بغیر میاں بیوی دونوں زیادہ سے زیادہ مادی اور روحانی فوائد سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ لیکن میاں بیوی میں جھگڑا اور اختلاف ہو، اختلاف مختلف نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ حق مہر کی مقدار اور اس کی ادائیگی بھی وجہ نزاع بن جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دور اندیشی سے کام نہ لینے کی باعث جذبات میں حق مہر اتنا لکھوا دیا جاتا ہے کہ بعد میں ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو اس طرح کے خانگی تنازعات کے مضر اثرات صرف ان کی اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے بچے یعنی اگلی نسل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اگر گھریلو زندگی میں تلخی ہو تو اصلاح کون کرے؟ کیا عدالت یہ کام کر سکتی ہے؟ حقیقتاً میاں بیوی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر کے عدالت معاملے کو اور زیادہ بگاڑ سکتی ہے۔ اس کی اصلاح نہیں کر سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے اختلافات بالکل معمولی اور عارضی ہوں مگر عدالت میں پہنچ کر یہ زیادہ پیچیدہ اور خطرناک صورت اختیار کر لیں کیونکہ ایک بار جب کوئی معاملہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے تو طرفین کا غرور انہیں کسی قسم کی مصالحت کے قابل ہی نہیں رہنے دیتا۔ اس لیے معقول رویہ یہی ہے کہ خاندانی زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات کو عدالت میں نہ لے جایا جائے۔ عدالت کو صرف اہم اور بڑے بڑے امور میں مداخلت کرنی چاہیے اور وہ بھی صرف اس صورت میں کہ جب مصالحت کے باقی تمام ذرائع ناکام ہو گئے ہوں۔ کوئی معقول انسان زندگی میں ہر لحظہ پیش آنے والی شکایات اور اپنے چھوٹے چھوٹے معاملات کو عدالت میں نہیں لے جاتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر تو ہمیں ہر گھر میں ایک عدالت قائم کرنی پڑے گی اور یہ عدالتیں دن رات انہی عائلی تنازعات کو چکانے میں الجھی رہیں گی۔

42ابن ابی شیبۃ، عبداللہ بن محمد، المصنف الاحادیث والاثار(دارالفکر، بیروت، لبنان، ، 1417ھ)1/ 483

Ibn-e-Abī Shaibah, Abdullah bin Muhammad, Al-Musaffā Al-Ahādith wal Āsār, Beirut, Dār Al-Fikr, 483/1